اردو ناول نگاری کی تاریخ میں یہ عہد تخلیقی اور موضوعی اعتبار سے سب سے بڑا عہد کہا جا سکتا ہے۔ ہندوستان کی آزادی ساتھ یہ ملک دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو ہو چکا تھا۔ اور اس تقسیم نے سماجی، سیاسی، تہذیبی، اخلاقی، معاشی اور معاشرتی طور پر دونوں ملکوں کی عوام کو ذہنی وجسمانی سطح پر جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ اپنے سے بچھڑنے کا غم، تہذیب اور جاگیرداری لٹنے اور بٹوارے کے سبب ہونے والے فساد نے نئے مسائل پیدا کر دیے تھے، اور شاید کہ ہندوستانی تاریخ میں اس سے بڑا المیہ اب تک نمودار نہیں ہوا تھا۔ جہاں انسانیت کی موت چکی تھی۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اس عہد میں جتنے ناول لکھے گئے اتنے کسی اور عہد میں نہیں۔ اس عہد میں ناول نگاروں کے لیے موضوعات کی کمی نہیں تھی اور نہ ادبی دنیاں میں لکھنے والوں کی۔ سینکڑوں کی تعداد میں ناول نگار ابھر کر آئے جنہوں اس ہنگامی دردانگیز موضوع اور مسائل کو اپنے ناول میں سمیٹنے کی بھرپور کوشش کی۔ تقسیم کا المیہ اور ہجرت کے غم نے فنکاروں کو اپنی طرف متوجہ کیا اور انہیں اپنی روداد غم لکھنے پر مجبور کر دیا۔ اس عہد میں ایسے بھی ناول نگار سامنے آئے جن کا تعلق افسانوی اور شعری دنیاں سے تھا۔ لہذا اس عہد میں ناول نے تخلیقی سطح پر کافی ترقی کی۔

وقار عظیم نے اپنی کتاب ''داستان سے افسانے تک'' میں لکھا ہے کہ:

> ''تقسیم کے بعد کے زمانے میں اردو میں جتنے ناول لکھے گئے ہیں اتنے اردو ناول کی تاریخ کی کسی دور میں بھی نہیں لکھے گئے''۔

(داستان سے افسانے تک، وقار عظیم۔ ص: ۱۶۲)

جس قدر اس عہد میں اردو ناول نے تخلیقی سطح پر کافی ترقی اسی طرح انہوں اپنے فن کو بھی کافی پختہ کر چکی تھی۔ یہاں تک آتے اردو ناول فنی، تکنیکی اور ہیئتی سطح پر کافی ترقی کر چکی تھی۔ ناول کے اسالیب میں نت نئے تجربے بھی ہو رہے تھے۔ اس عہد میں قرۃ العین حیدر، عبداللہ حسین، ممتاز مفتی، حیات اللہ انصاری، انتظار حسین، شوکت صدیقی جیسے پائے کے ناول نگار پیدا ہوئے جنہوں اردو ناول کو متعدد شاہکار ناول سے ادبی سرمائے کو مالا مال کیا۔

ایسا نہیں ہے کہ اس عہد کے تازہ ترین Burning Topics نے اردو ناول کو مقبولیت اور ترقی راہ پر گامزن کیا بلکہ اس کی ایک بڑی خاصیت تو یہ تھی کی اس نے زمانے اس عہد کے موضوع و مسائل کو تو اپنے یہاں جگہ دی ہی لیکن اس عمل میں انہوں نے ناول کے فنی تقاضوں کو بھی فراموش نہیں کیا۔ ورنہ آج ''میرے بھی صنم خانے''، ''خدا کی بستی''، ''شکست''، ''آنگن جیسے ناول نہیں پڑھے

جاتے ۔یہی وجہ کہ اس عہد میں ایک طرف جہاں اردو ناول میں لکھنے والوں کی تعداد بڑھی وہیں دوسری طرف ناول کے نقادوں نے اسے فنی میزان پر ادب میں اس کی قدریں بھی متعین کی۔

۱۹۶۰ سے لے کر ۹۰ کے آس پاس تک جو بھی ناول لکھے گئے ان میں صرف اس عہد کی ہی ترجمانی نہیں ہے بلکہ اس کے دیگر موضوعات پر بھی ناول تخلیق کیے گئے ۔شفق ،قرۃ العین حیدر علاوہ اور بھی ناول نگار اس عہد میں موجود تھے جنہوں نے دیگر موضوعات کی طرف بھی توجہ دی۔

اس دور کے اہم ناول نگار :

قرۃ العین حیدر، عبداللہ حسین، انتظار حسین، حیات اللہ انصاری، خدیجہ مستور، قاضی عبدالستار، بانو قدسیہ، الطاف فاطمہ، شوکت صدیقی، جیلانی بانو، جمیلہ ہاشمی، قدرت اللہ شہاب، انور سجاد سید انور، صدیق سالک، شفق وغیرہ۔

اس عہد میں لکھے گئے شاہکار ناول :

''میرے بھی صنم خانے''، ''سفینۂ غم دل''، ''آگ کا دریا'' (قرۃ العین حیدر)، ''اداس نسلیں''، ''باگھ''، ''نشیب'' (عبداللہ حسین)، ''علی پور کا ایلی'' (ممتاز مفتی)، ''لہو کے پھول''، ''گھروندا'' (حیات اللہ انصاری)، ''خدا کی بستی'' (شوکت صدیقی)، ''بستی''، ''چاند گہن'' (انتظار حسین)، ''آنگن''، ''زمین'' (خدیجہ مستور)، ''راجہ گدھ''، ''شہر بے مثال'' (بانو قدسیہ)، ''یا خدا''،... (قدرت اللہ شہاب)، ''شب گزیدہ''، ''دارا شکوہ''، ''صلاح الدین ایوبی'' (قاضی عبدالستار)، ''ایوان غزل'' (جیلانی بانو)، ''کانچ کا بازی گر'' (شفق)۔

اس عہد کی ناول نگاری کا مجموعی تاثر: اس عہد کے حوالے سے بلا مبالغہ یہ بات بڑے ہی وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ اس عہد میں اردو ناول نے اردو ادب کے جو تخلیقی سرمایہ عطا کیا ہے اس کی نظیر واقعی کسی دوسرے عہد میں دیکھنے کو نہیں ملتی ۔اس عہد کو اگر اردو ناول کی ارتقائی سفر کا ایام شباب کہا جائے تو غلط نہ ہوگا جہاں اردو ناول نے فن اور موضوع کے اعتبار سے خود کو توانا اور مستحکم ثابت کر چکا تھا۔